اسوۂ حسنہ کی روشنی میں تعلیم نسواں کی اہمیت: حدود کار اور عصری تقاضے "تقابلی جائزہ"

Importance of Women Education in the Light of Aswa-Hasna: Limitations and Contemporary Demands "Comparative Review"

Dr. Fozia Fiaz
HoD/Assistant Professor, Islamic Study Depptt, University of Sialkot, Sialkot
Email: foziafiaz1@yahoo.com

ABSTRACT:

Islam has granted much respect to woman even as a mother, wife, sister and daughter. No any other religion has done such acclaim. The first revelation" IQRA BISME RUBIKALLAZI KLALAQ" is a sign of obligation of education for every man and woman. Islam is the moderate and flag bearer of education right has given equal rights to everyone. Different NGO's and movements remained ignorance that Islam has granted the social, economic, educational and political rights to women 14th centuries ago. The slogans which are being raised regarding Women's rights through different forums will be critically analyzed and discuss the policies of Islam in the light of Holy Quran and sunahh. It will highlight also the criteria of Islam about the education for women with the help of descriptive method.

***Keywords**: Women's rights. Islam. Education. Criteria,*

عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے مقدس رشتے میں جو عزت واحترام اسلام نے دیا وہ کسی اور مذہب میں موجود نہیں۔ دین اسلام میں ﴿اقرأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ ابتدائی وحی کے الفاظ مرد وزن کیلئے تعلیم کی اہمیت کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلام جیسے معتدل اور علم پرور دین میں خواتین کو حصول علم کے یکساں مواقع دیے گئے ہیں۔ دور حاضر میں " حقوق نسواں" کے نام پر چلائی جانے والی تحریکیں اس حقیقیت سے نابلد ہیں کہ چودہ سو صدیاں پہلے ہی اسلام عورت کو سیاسی، معاشرت اور معاشی و تعلیمی حقوق دے چکا ہے۔ اس مقالے میں موجودہ دور

میں "حقوق نسواں" کے نام پر اٹھائی جانے والے نعروں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لے کر سیرت مطہرہ ﷺ کی روشنی میں ان حدود و قیود کا ذکر کیا جائے گا جن پر عمل پیرا ہو کر ان نسوانی تحاریک کے مقاصد و مطالبات کو بیان کیا جائے گا۔ نیز سیرت مطہرہ ﷺ کی روشنی میں کیونکر دور حاضر کے چیلنجز سے نبرد آزما ہوا جائے کو بیان کیا جائے گا۔ بیانیہ تحقیقی کو بروئے کار لاتے ہوئے فرضیہ تحقیق کی وضاحت کی جائے گی۔

کلیدی الفاظ: حقوق نسواں۔ اسلام۔ تعلیم۔ حدود کار

تعارف موضوع

اس مقالے میں دین اسلام میں موجود خواتین کے حق تعلیم کی نوعیت پر بحث کی جائے گی۔ دور حاضر میں منفی اسلام ذرائع کی سرگرمیوں اور ان کے اثرات و نتائج پر مدلل گفتگو کی جائے گی۔

فرضیہ تحقیق

دین اسلام میں تعلیم نسواں پر کس قدر زور دیا گیا ہے؟ اور اس سے متعلق کیا حدود قیود ہیں؟

دور حاضر میں حقوق نسواں سے متعلق سرگرمیوں سے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟ مسائل مذکورہ کے سد باب کے لیے سفارشات بھی پیش کی جائیں گی۔

سابقہ لٹریچر کا جائزہ:

دین اسلام میں خواتین کے حق تعلیم سے متعلق شواہد قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ چند اہم کتب میں "عورت عہد رسالت میں" از عبد الحلیم ابو شقہ، "عورت قبل از اسلام اور بعد از اسلام" از حافظ سید ضیاء الدین، "مختصر واقفیت عامہ" از اقبال احمد بھٹی، "مسلم خواتین حقوق و فرائض اور اوصاف" از عبد الغفار حسن، "مسلمان عورت" از مولانا ابو الکلام آزاد، "اسلام میں عورت کے حقوق" از سید جلال الدین عمری، "اسلامی معاشرے میں عورت" از امین احسن اصلاحی، "اسلامی نظام تعلیم" از سید ریاست علی ندوی شامل ہیں جن میں عورت کے حقوق کی نوعیت، فراہمی اور اس کے عملی طور پر نفاذ میں کی گئی تمام کوششوں کا جائزہ لیا گیا ہے جب کہ اس مقالے میں دور حاضر میں "آزادی نسواں" کی اصطلاح کی آڑ میں اسلام مخالف سرگرمیوں کا جائزہ، دین اسلام میں دیے گئے حقوق کی روشنی میں لیا جائے گا اور اس ضمن میں اسلام اور مغرب میں عورت کو دیے گئے حقوق کا بھی تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

دین اسلام میں علم کا تصور

"تعلیم" علم یعلم تعلیماً سے باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا لغوی معنٰی ہے "سکھلانا یا نشانی یا علامت مقرر کرنا[1] وغیرہ کا ہے جب کہ اصطلاح میں اس سے مراد معاشرے میں مروجہ نظام تعلیم کا حصول ہے۔ دین اسلام میں تعلیم و تعلم پر

بہت زیادہ زور دیا گیا ہے جس کے شواہد قرآن و حدیث میں جابجا ہمیں ملتے ہیں۔ مثلاً قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے؛ ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُونَ﴾[2]

ترجمہ: کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا؛ ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾[3]

ترجمہ: بے شک اللہ سے ڈرنے والے اہل علم ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل علم کو عام لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے اسی بناء پر حضرت آدم علیہ السلام بھی مسجود ملائکہ ٹھہرے۔[4] اسی بناء پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔[5] حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں بادشاہت عطا کی گئی۔[6] الغرض حصول علم ہی نوع بشر کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ سمندر کی مچھلیاں اور بلوں میں چیونٹیاں اس کے لیے دعا کرتی ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ علیہ ولسلام نے عورتوں کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا اور اس سلسلے میں معاشرے کے کمزور طبقے بالخصوص غلام اور عورت کے حقوق کے تحفظ کیلئے انقلابی اقدامات اٹھائے۔

دین اسلام میں تعلیم و تعلم پر بڑا زور دیا گیا ہے جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے وحی کے ابتدائی الفاظ ہی "اقراء باسم ربک الذی خلق "یعنی پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا"۔ تعلیم کا حصول خواتین کے بنیادی حقوق میں سے ہے جس کے لیے اسے کسی ولی سے اجازت لینے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ جہاں اسلام نے خواتین کو حصول تعلیم کا حق دیا ہے وہیں اس کے حصول کے لیے کچھ شرائط کا دائرہ کار بھی مخصوص کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں خواتین کا ذکر باوقار انداز میں کیا گیا ہے؛

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ۔۔۔ وَأَجرًا عَظِيمًا﴾[7]

آزادی نسواں کا تعلق خواتین کے حق تعلیم سے ہے جس پر چودہ صدیاں پہلے دین اسلام نے پہرہ دیا ہے۔ دور حاضر میں مختلف این جی اوز اور مغربی ادارے حقوق نسواں کے نام پر منفی اسلام کا پراپیگنڈہ کر رہے ہیں جس کا مشاہدہ پاکستانی سوسائٹی میں ہونے والے "عورت مارچ" اور دیگر جلوسوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسلام میں موجود خواتین کے حقوق دور حاضر کے چیلنجز کا سامنا کر سکتے ہیں۔ اور منفی اسلام پراپیگنڈہ کس طرح سوسائٹی میں انتشار پیدا کرنے کا ذریعہ بن رہا ہے۔

حدیث پاک میں ہے؛اے عائشہ! علم و قرآن کو اپنا شعار بنالو۔ اور اسی طرح عہد اول میں خواتین تعلیم و تعلم میں اسقدر دلچسپی لیتی تھیں کہ باقاعدہ فتویٰ نویسی بھی کیا کرتیں ان میں چند اہم خواتین جن میں سیدہ عائشہ، ام سلمہ، حضرت حفصہ، ام عطیہ، حضرت صفیہ، ام حبیبہ، حضرت اسماء بنت ابو بکر، ام شریک، فاطمہ بنت قیس اور حضرت خولہ رضی اللہ عنھن قابل ذکر ہیں۔ یونہی بہت سی احادیث خواتین اسلام سے مروی ہیں جو امت میں مقبول ہیں اور کسی ایک خاتون کا بھی روایت حدیث میں کاذبہ ہونا منقول نہیں۔[8]

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ معاشرتی، معاشی، خانگی سطح پر عزت و مقام عطا فرمایا۔ یہاں تک کہ عورت اگر باندی بھی ہو تو اس کے لیے حق تعلیم کو لازم قرار دیا؛

((اَلرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا، ويُؤَدِّبُهَا، وَيُحْسِنُ أَدَبَهَا، ثم يُعْتِقُهَا، فَيَتَزَوَّجُهَا، فله أَجْرَانِ))۔[9]

ترجمہ: اگر کسی شخص کی لونڈی ہو اور وہ اسے اچھی تعلیم دے، اچھے آداب سکھائے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے تو اس کے لیے دوگنا اجر ہوگا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواتین کی تعلیم وتدریس کے لیے ان کے لیے باقاعدہ ہفتہ وار درس کا اہتمام کیا تھا تاکہ وہ دینی و دنیاوی مسائل سے متعلق رہنمائی حاصل کر سکیں۔ آپ نماز عید کے بعد عورتوں کے لیے علیحدہ خطبہ فرماتے[10] اور یونہی ازواج مطہرات کو بھی آپ ﷺ نے اس بات کا پابند کیا تھا کہ وہ خواتین کے لیے افہام و تعلیم کا بندوبست کریں۔ یونہی ایک موقعے آپ ﷺ سیدنا بلال کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے کہ دفعتاً خیال آیا کہ خواتین عید کے خطبے کو سماعت نہیں کر سکیں آپ نے ان خواتین کی جماعت سے الگ وعظ فرمایا اور انہیں خیرات کرنے کی تلقین کی۔[11] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں تعلیم وتدریس مرد و خواتین کے لیے یکساں اہمیت رکھتی تھی اور آپ ﷺ بنفس نفیس خواتین کے سلسلے میں کوشاں رہتے۔ یونہی ایک مرتبہ آپ ﷺ تدریس کی غرض سے ایک خاتون کے ہاں تشریف لے گئے اور وعظ فرمایا جب کہ آپ ﷺ نے اس خاتون سے ایسا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔[12]

آپ ﷺ نے نہ صرف خود خواتین کے حقوق کا تحفظ فرمایا بلکہ اسلامی سلطنت میں بھی یہی شعور پیدا کرنے کی بنیاد رکھی اسی کا اثر تھا کہ حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں انہوں نے اس بات کا برملا اعتراف کیا کہ؛خدا کی قسم ہم عورتوں کو دور جاہلیت میں کوئی اہمیت نہ دیتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سلسلے میں ہدایات نازل کیں اور ان کے حقوق مقرر کیے۔[13] اس سلسلے میں حضرت علی کرم اللہ وجھہ کا ایک واقعہ پیش خدمت ہے کہ جب وہ ۷ ہجری

میں عمرے سے واپسی پر تشریف لائے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی یتیم بچی چچا چچا کہتی آپ کی طرف لپکی آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا۔ اس وقت آپ کے ساتھ زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب بھی موجود تھے آپ نے خود اس بچی کی تعلم و تربیت اور کفالت کا ذمہ اٹھا کر اس بات کا ثبوت دیا کہ اگر یتیم بچی کی تعلیم و کفالت کا دین اسلام میں اسقدر اہتمام ہے تو والدین کے لیے اپنی بیٹیوں کی تعلیم کا حصول یقینی بنانا کتنا ضروری ہے۔[14]

آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کے لیے جن حقوق کی فراہمی کو یقینی بنایا امت مسلمہ کی خواتین کو بھی وہ حقوق عطا فرمائے آپ ﷺ کا ازواج مطہرات کو سفر (غزوات وحج) پر ہمراہ لے کر جانا، جنگوں میں انہیں شرکت کی اجازت دینا[15]، انہیں کسب معاش کی اجازت دینا جیسا کہ حضرت سودہ دباغت کا کام کیا کرتیں تھیں[16]، تعلیم وتدریس کے مواقع دینا اور تبلیغ دین میں ان کی خدمات لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ دین اسلام میں خواتین کے ہر قسم کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ اگر کسی جگہ پر خواتین کے حقوق کو پامال کیا جارہا ہے تو اس کی بڑی وجوہات دو ہیں؛

۱۔ عورتوں کا اسلام میں دیے گئے حقوق سے متعلق آگاہی نہ رکھنا

۲۔ معاشرے میں اسلامی شریعت کا نفاذ نہ ہونا

اس ضمن میں علامہ مودودی فرماتے ہیں؛ مرد کو فطرتاً ایسی خصوصیات عطا کی ہیں جو عورتوں کو نہیں دیں اس لیے فیملی سسٹم میں مرد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور عورت کو مرد کے تابع رکھا گیا ہے۔[17]

منفی اسلام سوچ رکھنے والے دین اسلام کے اس قانون ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ﴾[18] پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہاں خواتین کو مردوں کے ماتحت کر کے انہیں کمتر درجہ دیا گیا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے مرد کے ذمہ دار بنایا ہے کہ وہ ماں، بیٹی، بیوی اور بہن کے نان نفقے کا ذمہ دار رہے بیوی بنا کر اس کی عزت کا بھی محافظ بنایا۔[19] ماں بنا کر اس کی خدمت کو اولین حق العباد میں شمار کیا[20]، بہن اور بیٹی بنا کر ان کی تعلیم و تربیت اور نکاح کروانے کا پابند بنایا اور اس پر اجر بھی رکھا[21] اور یہی عورت کی فضیلت ہے کہ اسے ان ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار دیا تاکہ وہ معاشرے میں مرد کی محافظت میں رہے۔ یہاں تک کہ شریعت اسلامیہ میں اولاد کی پرورش کی اخلاقی تربیت تو ماں کے ذمے ہے مگر معاشی کفالت کا بوجھ ماں پر نہیں ڈالا گیا[22] حتی کہ ماں اگر بچے کو دودھ پلائے تو بھی اپنے شوہر یعنی بچے کے باپ سے حق رضاعت وصول کر سکتی ہے[23]۔

یہاں غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اسلامی شریعت نے معاشی ذمہ داریوں کا سارا بوجھ مرد پر ڈالا ہے تاکہ وہ عورت کا محافظ بن کر رہے، جب کہ مغربی معاشرے میں عورت ان سہولیات سے استفادہ نہیں کرتی۔

دور حاضر اور آزادی نسواں۔۔۔ایک جائزہ

قرآن واحادیث میں عورتوں کو ہر طرح کے حقوق فراہم کیے گئے ہیں لیکن دیکھا گیا ہے کہ اسلامی ممالک میں ان مختلف این۔جی اوز "حقوق نسواں" کے نام پر منفی اسلام تحاریک میں سر گرم ہیں جس کے نتیجے میں کبھی عورت مارچ اور کبھی اسلام مخالف نعرے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ان جلوسوں میں عورت سے ہمدردی کی آڑ میں یہ اسے مظلوم دکھایا جاتاہے تاکہ اس کے ذہن میں اپنے مذہب اور معاشرے کے خلاف ناقدانہ جذبات پیدا ہوں جو اسے مذہب سے باغی بنادیں۔ان جلوسوں اور تحریکوں میں خانگی نظام بالخصوص ازدوجی معاملات کو بگاڑ کو نئی سیکولر اصطلاحات کا نام دے کر بڑھاچڑھا کر پیش کیا جاتاہے کیونکہ اسلامی معاشروں میں اولڈ ہومز اور بن باپ کے بچوں کا کوئی تصور نہیں ہے اسی لیے مغرب کو سب سے بڑا خطرہ اسلام اور اسلام کی خاندانی نظام سے ہے لہٰذا اسی خاندانی نظام کو تباہ کرنے کی پوری کوشش کی جارہی ہے۔دین اسلام نے عورتوں کو جن حقوق سے سرفراز کیا ہے اس کی مثال دیگر مذاہب واقوام میں نہیں ملتی۔

مغرب میں عورتوں کے حقوق اور اسلام۔۔۔تقابلی جائزہ

دین اسلام حقوق خواتین کا سب سے بڑا داعی، علمبردار اور عملی و قانونی طور پر اسے مؤثر بنانے میں اپنی مثال آپ ہے۔ دین اسلام میں عورت کو حقوق کی فراہمی کے ساتھ ساتھ حدود و قیود کے ساتھ معاشی، معاشرتی اور اخلاقی آزادی دی گئی ہے جب کہ مغرب کے قوانین فطرت سے بھی دور ہیں اور خدائی رہنمائی سے بھی محروم ہیں لہٰذا وہ ایک سیکولر معاشرے میں لبرل ازم کو فروغ تو دے سکتے ہیں مگر عورت کو تحفظ نہیں۔مثلاً مصر میں آزادی نسواں کی تحریک نے معاشرے میں انتشار پیدا کیا جس سے خاندانی نظام بری طرح متاثر یوا۔ مصری مصنف ادیب قاسم نے اپنی تصنیف "تحریر المراۃ" میں عورت کی شرعی حدود و قیود کو ایک ظلم، بوجھ اور معاشرے کی ترقی میں رکاوٹ قرار دیا۔[24]

یونہی روس میں قوانین ازدواج خاندانی نظام کو تحفظ دینے سے قاصر رہے ۱۹۱۸اور ۱۹۲۷ء میں بننے والے ان قوانین میں خاندانی نظام کی دھجیاں بکھیر کر اسے بری طرح تباہ کیا گیا مثلاً اس آئین میں تمام بچوں کو ریاست کی ملکیت قرار دے کر والدین کی طرف سے تربیت کے تصور کو ہی ختم کر دیا گیا۔نیز اس آئین میں مذہب کے تحت کیے گئے نکاح کا ناجائز قرار دے کر معاشرے میں نسل کو ہی مشکوک قرار دے دیا گیا۔اسی طرح امریکہ میں خاندانی نظام کا کوئی بھی تصور موجود نہیں کیونکہ اس نظام میں عورت کو ہی شامل نہیں کیا گیا امریکہ کی گھریلو زندگی اب ہیجان کا شکار ہے جس کی وجہ سے امریکہ میں معاشرے سے متعلق باغیانہ سوچ جنم لے رہی ہے۔امریکہ نے اگر خاندانی نظام کو بہتر نہ کیا تو مذہبی اور اخلاقی نقطہ نظر سے الگ دنیاوی اعتبار سے بھی اسے ہولناک نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔[25] کیونکہ وہ ایک مادر پدر

آزاد معاشرے کو پیدا کر چکے ہیں۔ جب کہ خاندان میں ماں اور باپ ایک بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور مغربی معاشرے میں تربیت و تعلیم کی ذمہ داری والدین کے بجائے ریاست نے اپنے سر لے لی ہے جس کے نتیجے میں مغرب اس تعلیم کا حق عوام کو دیتا ہے جس میں مذہبی پابندیوں کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔

دیگر مذاہب میں مثلاً یہودیت میں عورت کو ہر قسم کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے گویا اسے انسان نما حیوان قرار دے کر حیوان سے بھی بدتر درجہ قرار دیا گیا ہے۔[26] عیسائیت میں عورت کو دنیا کے ہر گناہ کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے کہ دنیا میں ہر گناہ عورت کی ہی وجہ سے آیا۔[27]

مذکورہ بالا عبارات میں مغرب خاندانی نظام کی تباہی اور اس میں عورت کے کم تر مقام کو بیان کیا گیا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ اس معاشرے کا اولاً خواتین کو وہ حقوق نہیں دیے گئے جو بنیادی طور پر اس کا حق ہے دوم یہ کہ جہاں عورت کو حق تعلیم میسر ہے تو وہ تعلیمی نظام ہی اخلاقی تنزلی کا شکار ہے اس سلسلے میں معروف اسلامی فلاسفر مولانا عبد الکلام آزاد لکھتے ہیں؛ مغربی اقوام کا نظریہ تعلیم اسلام سے بالکل جدا ہے۔ وہ حدود و قیود سے پاک نظام ہے جس کی تقلید کسی بھی طور مناسب نہیں وہاں تعلیم نسواں کے مروجہ طریقے حد درجہ مضرت رس اور احکام خلقت نسائیہ پر غیر منطبق ہیں۔[28] اس کے مقابلے میں دین اسلام خواتین کو جس تعلیم کے حصول کا لازم کرتا ہے اس کے کچھ حدود، کچھ نقوش اور کچھ اصول ہیں اس کے ساتھ وہ ایک روشن، تابناک اور گہرا نقطہ نظر بھی رکھتا ہے جس کے چشمے ایمان خالص اور دینی عقیدے سے پھوٹتے ہیں۔[29] تاکہ حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ عفت و پاکدامنی کا جوہر بھی قائم رہے۔ دین اسلام نے عورت کو حقوق کی فراہمی کے ساتھ فرائض کا پابند بھی کیا ہے۔ حقوق و فرائض میں توازن ہی معاشرے میں استحکام کا ضامن ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث

دین اسلام نے عورت کو جن حقوق سے سرفراز کیا ہے وہ عورت کو اخلاقی، سماجی اور معاشی طور پر مکمل آزادی دیتے ہیں مگر اس آزادی کو اسلامی شریعت کی حدود و قیود کے پہرے میں بھی رکھا گیا ہے۔ عورت کو باوقار لباس میں، پر وقار انداز میں معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت ہے دین اسلام کی سب سے بڑی خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں عورت کے ساتھ ساتھ مرد کو شرعی احکام کا پابند کیا ہے غض بصر اور نفس کی حفاظت کے ذریعے اسلامی معاشرے کو بے راہ روی اور انتشار سے بچایا جا سکتا ہے۔ اسلامی خاندانی نظام جس میں خدائی رہنمائی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اسے فطرت کے مطابق وضع کیا گیا ہے لہٰذا اسلامی نظام تعلیم میں عورت کو دیے گئے حقوق ہی اس کے تحفظ، بقائے حرمت و عزت کی علامت ہیں۔ اسلام چودہ سو صدیاں پہلے ہی عورت کے حقوق کو تحفظ فراہم کر چکا ہے

اگر کہیں کسی جگہ بے ضابطگی ہے تو اس کی وجہ ان حقوق کی عدم فراہمی یا ریاست کے نفاذ قانون میں کمزوری ہے۔ مغرب کے ایماء پر اٹھنے والی منفی اسلام تحاریک اور اسلام مخالف نعرے اسلام دشمنی کا مظہر ہیں جس سے معاشرے میں مذہب سے متعلق شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم خواتین کو ان تمام حدود و قیود کی اہمیت اور فوائد سے متعلق آگاہی دی جائے جن کے دائرے میں رہ کر خواتین اسلام باوقار معاشرے کی تشکیل میں اپنا جاندار کردار ادا کر سکتی ہیں اور اسلامی ریاست، حکمران اور خاندان کے اولیاء ان حقوق کی فراہمی کو یقینی بنائیں تاکہ معاشرہ میں عورت کو وقار اور باعزت مقام میسر ہو۔

(References)

1۔ بلیاوی، مولانا عبدالحفیظ، مصباح اللغات، لاہور: مکتبہ زید بن ثابت ۱۹۵۰، ص:۵۷۳

2۔ سورۃ الزمر:۹

3۔ سورۃ فاطر:۲۸

4۔ سورۃ الحجر:۳۰

5۔ سورۃ الکھف:۶۵

6۔ سورۃ یوسف:۵۶

7۔ سورۃ الاحزاب:۳۵

8۔ ابو شقہ عبدالحلیم، عورت عہد رسالت میں۔ مترجم: محمد فہیم اختر، لاہور: ادارہ نشریات ۲۰۱۰، ص:۹۳

9۔ بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کراچی: قدیمی کتب خانہ ۱۹۳۸، ۱:۲۰

10۔ ایضاً

11۔ ایضاً

12۔ ایضاً

13۔ القشیری، امام مسلم بن الحجاج صحیح مسلم، کراچی؛ قدیمی کتب خانہ ۱۹۵۶، ۱:۴۸

14۔ عبدالغفار حسن، مسلم خواتین، حقوق، فرائض اور اوصاف، رباط العلوم الاسلامیہ ۱۹۹۵، ص:۵۹

15۔ ابن ہشام، عبدالملک، سیرت ابن ہشام، لاہور: مقبول اکیڈمی ۱۹۸۵، ص:۴۷۷

16۔ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، بیروت: دار الفکر ۲۰۰۴، ۴:۲۴۸۵

17۔ مودودی، علامہ سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور: اسلامی پبلیکیشنز ۲۰۰۵، ۱:۳۴۹

18۔ سورۃ النساء:۲۴

19۔ مولانا خرم علی، مولانا محمد احمد صدیقی، در مختار، کراچی: ایچ۔ایم سعید کمپنی ۱۳۳۹ھ، ۲:۲۸۳
20۔ صحیح بخاری: ۱:۸۸۳
21۔ صحیح بخاری: ۲:۸۸۶
22۔ عمری، سید جلال الدین، اسلام میں عورت کے حقوق، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز ۱۹۹۳، ص: ۲۰
23۔ سورۃ البقرۃ: ۲۳۳
24۔ ندوی، سید ابوالحسن، مسلم ممالک میں اسلام اور مغربیات کی کشمکش، لاہور: مجلس نشریات اسلام، ص: ۱۴۷
25۔ اصلاحی، امین احسن، اسلامی معاشرے میں عورت کا کردار، لاہور: فاران فاؤنڈیشن ۱۹۹۶، ص: ۲۰۸، ۲۱۴
26۔ حافظ سید ضیاء الدین، عورت قبل از اسلام اور بعد از اسلام، کراچی: النور ہیلتھ ایجوکیشن ٹرسٹ ۲۰۰۶، ص: ۳۶
27۔ اقبال احمد بھٹی، مختصر واقفیت عامہ، جہلم: بھٹی پبلشرز ۱۹۸۵، ص: ۱۱۲
28۔ آزاد، مولانا ابوالکلام، مسلمان عورت، لاہور: مکتبہ جمال ۲۰۰۸، ص: ۱۵۴
29۔ ندوی، سعید الرحمان اعظمی، اسلام اور مغرب، دہلی: انسٹی ٹیوٹ آف ابجیکٹو سٹڈیز ۲۰۱۲، ص: ۱۸۹